Nisaab Education Science And Technology Research Journal In Urdu (NESTRJU)
Volume-1|Issue-1 (July-2022)|pp.1-9|ISSN:2583-5246|www.nestrju.com

ہندوستان میں شہری حکمرانی کا جائزہ

ڈاکٹر عبدالقیوم، مانو

A Review of Urban Governments in India

Dr. Abdul Quayum

Associate Professor,Department of Public Administration, MANUU,

Hyderabad,India

تمہید

1961ء کی مردم شماری کے کمشنر اشوک مترا نے شہری کی تعریف اس طرح متعین کی تھی، جہاں 5 ہزار کی آبادی ہو، جہاں آبادی کی گنجانی 400 افراد فی مربع کلومیٹر ہو اور جہاں 75 فیصد مرد زراعتی سرگرمیوں سے وابستہ ہوں۔ ماہرین میں اختلاف کے باوجود آج بھی ''شہر'' کی یہی تعریف ہے۔[1]

یہ صحیح ہے کہ اکثر دوسرے ممالک کی طرح ہندوستان کے شہر بھی ہندوستانی معیشت کے بنیادی انجن کے طور پر مضبوطی سے ابھرے ہیں اور زبردست صنعتی وخدماتی پیداوار کے ذریعہ قومی دولت کو پیدا کر رہے ہیں اور اس بات کا امکانی ہے کہ آئندہ چند برسوں میں خام قومی پیداوار کا 75 فیصد تا 80 فیصد حصہ شہری ہندوستان پیدا کرے گا۔ جبکہ آج بھی 49% شہری خاندانوں کے پاس بیت الخلاء کی سہولت تو ہے لیکن وہ سپٹک ٹینک سے جڑے ہیں۔ اور 64 فیصد شہری آبادی عوامی سیوریج نظام سے جڑی نہیں ہے اور تقریباً 40 فیصد کچرے کو ٹھکانے لگانے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔[2]

ہندوستان میں شہری حکومتِ مقامی کی ایک طویل تاریخ ہے۔ تاہم 1882ء کی حکومت مقامی پر لارڈ رپن کی قرارداد نے ہندستان میں حکومت کے جدید طرز کی بنیادیں ڈالیں۔ قانون حکومت ہند نے پہلی مرتبہ حکومت مقامی کے موضوع کو صوبائی حکومتوں کے اختیار میں دیا۔ ملک میں دیہی حکومت مقامی کے استحکام کے لئے حکومتوں کی جانب سے کئی اقدامات کئے گئے۔ لیکن شہری حکمرانی کے لئے ایک دیسی ساخت کو قائم کرنے یا ایک یکساں نمونہ کے لئے کوئی مستحکم اقدامات نہیں کئے گئے ۔ 74 ویں دستوری ترمیم قانون 1992ء نے پہلی مرتبہ شہری حکمرانی کو میونسپل کارپوریشن، میونسپل کونسل اور نگر پنچایتوں میں تقسیم کیا۔ یہ قانون شہری مقامی

©NESTRJU

اداروں (ULBs) کے لئے نہ صرف دستوری بنیادیں فراہم کیا بلکہ انہیں تیسری حکومت کے طور پر تسلیم کرتے ہوئے زیادہ ذمہ داریاں اور اختیارات عطا کئے اور انہیں معاشی و سماجی ترقی ، شہری غربت کے خاتمہ کے پروگراموں کے نفاذ کے لئے منصوبہ بندی کے خصوصی اختیارات بھی دیئے۔

شہریانہ رجحانات اور چیلنجس

74 ویں دستوری ترمیم قانون کے نفاذ کے دو دہوں کے بعد بھی یہ محسوس کیا جارہا ہے کہ شہری حکمرانی کا موجودہ ڈھانچہ شہری آبادی کے مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہورہا ہے، چونکہ شہریانہ کا عمل بہت تیز ہے اور شہری حکومت کی جسامت اور علاقے اتنے وسیع ہیں کہ وہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ نہیں کرسکتے ،جس کی وجہ سے شہری حکمرانی میں بدانتظامی ہے۔ جسامت اور آبادی کی مثال لیں تو معلوم ہوگا کہ شہر حیدرآباد کا مجموعی رقبہ 625 مربع کلومیٹر اور آبادی 10 ملین ہے 2011ء کے بعد سے آبادی میں 87 فیصد اضافہ ہوا[2] اور شہر کی موجودہ گنجانی فی مربع کلومیٹر پر 18480 نفوس ہے۔[3] جبکہ مقررہ گنجانی فی مربع کلومیٹر 400 نفوس تھی۔[4] اور یہ بات صرف حیدرآباد تک ہی محدود نہیں ہے۔ چنانچہ میونسپل کارپوریشن آف عظیم تر ممبئی کا رقبہ 603.4 مربع کلو میٹر ہے اور دور دراز تک اس کی پھیلی مجموعی آبادی 1.84 کروڑ ہے۔ اس کا سالانہ بجٹ سال 21-2020ء کے لئے 3341.07 کروڑ روپئے تھا جو کہ دہلی اور بنگلور شہروں کے بجٹ کا دوگنا اور ہندوستان کی چند ریاستوں کے بجٹ سے زیادہ ہے۔[5] اس طرح ہندوستان کے میگا شہر، ریاستوں کے اندر بغیر حدود والی چھوٹی ریاستوں کے طور پر ابھر رہے ہیں۔ جن کے پاس حکمرانی کے وسیع علاقہ اور حکومت کے لئے ایک بڑی آبادی ہے۔ لیکن یہ وسائل کی کمی اور انتظامی ابتری کا شکار ہیں۔ تیسری دنیا کے دیگر تمام شہروں کی طرح ہندوستانی شہر بھی سلمس میں تبدیل ہوتے جارہے ہیں۔ 2011ء کی مردم شماری کے مطابق 65.5 ملین لوگ یعنی 17.4 ملین خاندان سلمس میں رہتے ہیں۔ صرف ممبئی میں 41.3 فیصد خاندان ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق آج دنیا کی آبادی کی 55 فیصد آبادی شہروں میں ہوگی جو 2050ء تک بڑھ کر 68 فیصد ہوجائے گی۔ صرف ہندوستان، چین اور نائجیریا میں دنیا کی 35% فیصد آبادی 2050ء تک شہروں میں ہوگی۔ شہری آبادی میں 90 فیصد اضافہ براعظم ایشیاء اور آفریقہ میں ہوگا۔ 1950ء میں شہری آبادی 751 ملین سے بڑھ کر 2018ء میں 4.2 بلین ہوگئی۔ دوسرے الفاظ میں ہندوستانی شہروں میں بسنے والے ہر 6 میں سے ایک فرد سلم میں رہتا ہے۔ چنانچہ ممبئی کی 55 فیصد اور کولکتہ کی 30 فیصد آبادی سلمس میں رہتی ہے۔ شہری اداروں کی حکمرانی چاہے وہ بڑے ہوں

©NESTRJU

یا چھوٹے قابل افسوس ہے۔جن کی کارکردگی سے نہ تو شہری مطمئین ہیں اور نہ ہی حکومت مطمئین ہے۔حتی کہ وہ اپنے علاقہ کا کوڑا کرکٹ بھی وقت پر اور مناسب طرح سے اٹھانے کے اہل نہیں ہیں۔تمام شہری بنیادی سہولتوں و بنیادی ڈھانچہ (انفراسٹرکچر) کی کمی سے متاثر ہیں۔شہروں کی بڑھتی آبادی کے نتیجہ میں شہری مقامی اداروں کی ادارتی صلاحیتیں عوامی مطالبات کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں اور ملک میں کوئی بھی بلدی نظم ونسق اس کی جانب سے فراہم کردہ خدمات کی سو فیصد تکمیل کے نشانہ کو پہنچنے کے قابل نہیں ہے اس صورتحال کی وجوہات کئی اور ہر شہر کے لئے یہ مختلف ہوسکتی ہیں۔

آبادی میں اضافہ اور شہریانہ کا عمل دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔اقوام متحدہ کے شعبہ معاشی وسماجی امور کے آبادی سے متعلق ڈیویژن کی 2018ء کی نظر ثانی شدہ رپورٹ بعنوان ''عالمی شہریانہ کے امکانات'' ساری دنیا کی حکومتوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔آج دنیا کی 55 فیصد آبادی شہروں میں رہتی ہے جو 2050ء تک بڑھکر 68 فیصد ہوجائے گی۔صرف ہندوستان، چین، نائجیریا میں دنیا کی 35 فیصد آبادی 2050ء تک شہروں میں ہوگی۔2011ء میں 7 بلین سے بڑھکر 2050ء میں 9.3 بلین ہوجائے گی اور توقع ہے کہ شہری آبادی 2011ء میں 3.6 بلین سے بڑھ کر 2050ء میں 6.3 بلین ہوجائے گی۔اس طرح ان 40 برسوں کے دوران بڑھنے والی 2.6 بلین آبادی شہروں میں ضم ہوجائے گی۔اس وقت دنیا کی 40 فیصد آبادی ایک ملین سے زیادہ آبادی والے شہروں میں رہتے ہیں، لیکن 2025ء تک 47% آبادی اس طرح کے شہروں میں رہ رہی ہوگی۔2011ء میں ہر 5 میں سے 3 لوگ ایک ملین سے کم آبادی والے شہروں میں رہتے ہیں، لیکن 2025ء تک ہر دو میں سے صرف ایک فرد ہی ان شہروں میں رہنے لگا۔1970ء تک ٹوکیو اور نیویارک ہی میگا شہر تھے۔لیکن آج ان کی تعداد اقوام متحدہ کے مطابق 33 ہے۔جس میں 10 ملین (ایک کروڑ) آبادی رہتی ہے اور امکان ہے کہ 2030ء تک میگا شہروں کی تعداد بڑھ کر 43 ہوجائے گی۔[۵]

اوپر دیئے گئے عالمی منظر کے تناظر میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ دنیا میں کسی اور جگہ کے مقابلے میں ہندوستان کی شہری آبادی میں زیادہ تیزی سے اضافہ ہورہا ہے، چونکہ 1901ء میں غیر منقسمہ ہندوستان کی 11 فیصد آبادی ہی شہروں میں رہتی تھی، لیکن اس وقت صرف ہندوستان میں ہی (2011ء کی مردم شماری) 31.16 فیصد یا 377.10 ملین آبادی شہروں میں تھی جبکہ 2020ء میں شہروں میں رہنے والی آبادی زائد از 48 کروڑ یعنی 34.93 فیصد ہے[۶]۔اسی طرح 1901ء میں 2000 شہری علاقے غیر منقسمہ ہندوستان میں تھے، لیکن 2001، میں صرف ہندوستان میں ہی شہری علاقوں کی تعداد 4500 تھی۔

©NESTRJU

2011ء کی مردم شماری کے مطابق ملک میں شہری علاقوں کی تعداد 7935 تھی جس میں سے 468 اول درجہ کے شہر ہیں۔ 53 شہروں کی آبادی ایک ملین (10 لاکھ) سے زیادہ تھی، جو کہ جملہ شہری آبادی کا 42.63% فیصد ہوتی ہے جبکہ اول درجہ کے شہروں کی آبادی جملہ شہری آبادی کا 70.2 فیصد ہوتی ہے۔

جدول۔1 شہری مقامی اداروں کی سفارش کردہ درجہ بندی

شہری مقامی حکومت 20,000 تک	ٹاؤن پنچایت	2433
20 ہزار سے 1 لاکھ تک	میونسپل کونسل	1552
ایک لاکھ سے 10 لاکھ تک	شہری میونسپل کونسل	366
10 لاکھ سے 50 لاکھ تک	میونسپل کارپوریشن	21
50 لاکھ سے اوپر	میٹروپولیٹین کارپوریشن	6

ماخذ۔دوسری ARC رپورٹ 2006ء

شہر یانہ دیہی سے شہری علاقوں کو آبادی کی مسلسل نقل وحرکت ہے۔جس کے نتیجہ میں زراعتی سے غیر زراعتی سرگرمیوں کے لئے کثیر آبادی کا ارتکاز شہری علاقوں میں ہوتا ہے۔امکان ہے کہ دنیا میں ایک دہے میں دنیا کی دیہی آبادی گھٹنے لگے گی۔2050ء تک آج کے 55 فیصد کے مقابلے میں اقوام متحدہ کے مطابق دنیا کی 68 فیصد آبادی شہروں میں ہوگی اور 3.1 بلین آبادی دیہاتوں میں ہوگی۔[5]

منصوبہ بندی کمیشن نے ملک میں بڑھتے شہر یانہ کا سخت نوٹ لیا ہے۔12 ویں پنج سالہ منصوبہ کے اپنے نکتہ نظر مقالہ بعنوان ''ہندوستان میں شہر یانہ کے چیلنج'' میں مشاہداتی طور پر لکھا ہے کہ ''اگر صحیح نظم نہ کیا جائے تو ہندوستان کی شہری آبادی میں ہونے والا اضافہ ہمارے نظام پر سخت دباؤ کا باعث ہوگا۔ہندوستان میں نہ صرف شہری مراکز کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے بلکہ ان کی جغرافیائی جسامتیں بے پناہ اضافہ ہورہا ہے۔اب شہری علاقے قرب وجواب کو اپنے میں شامل کرتے جارہے ہیں۔اور حکومتیں ان شہری مراکز کی ترقی وبہتر بنیادی ڈھانچہ کو فراہم کرنے کی غرض سے شہری ترقیاتی اتھارٹیز (UDA) کا قیام عمل میں لارہے ہیں۔اس طرح ریاستی حکومتیں ترقی کے نام پر شہر حکمرانی کو نظر انداز کررہے ہیں۔اب شہری مقامی ادروں (ULBS) کو صرف چند ایک بلدی فرائض کی انجام دہی کی مشنری ہی سمجھا جارہا ہے جس کے نتیجے میں آج ہر بڑے شہر کے لئے ایک

©NESTRJU

UDA ہے۔مزید یہ کہ، بلدی نظم ونسق شہریوں کے لئے تیز اور قابل اعتماد خدمات کوانجام دینے میں ناکام ہوا ہےاور بنیادی ڈھانچہ کوفروغ دینے کی تمام ذمہ داریاں وسیع وسائل کے ساتھ UDAs کوسونپی گئی ہیں۔[۸]

اس صورتحال کے مدنظر منصوبہ بندی کمیشن شاید یہ مشاہدہ کرنے کے لئے مجبور ہوا ہے کہ 2050ء تک بڑھتے شہری علاقوں سے ہندوستان کے بڑے شہر کئی ممالک سے زیادہ بڑے ہوں گے۔ چنانچہ، ہندوستان کے شہروں کی شہری حکمرانی کو بدلنے کی ضرورت ہے اس وقت ہندوستان میں شہری حکمرانی دوسری جگہوں کے شہری حکمرانی سے یکسر مختلف ہے جہاں میئر کو بااختیار بنایا گیا ہے اور طویل میعاد کے ساتھ شہر کی کارکردگی کے لئے انہیں جوابدہ بنایا گیا ہے۔ ہندوستان کو اپنے 23 میٹرو پالیٹن اور بلدی ساختوں کے لئے واضح رول کو متعین کرنے کی ضرورت ہے۔

74 ویں دستوری ترمیم قانون کے بعد 2005 میں مسٹر ویرپا موئیلی کی صدارت مقرر کردہ دوسرے انتظامی اصلاحات کمیشن نے اپنی چھٹی اور 12 ویں رپورٹ میں (ULBS) کے خط و خال / ساخت میں تبدیلیوں کے لئے 125 سفارشات پیش کی تھیں۔لیکن اب تک ان سفارشات پر عمل آوری نہیں ہوئی ہے۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ریاستی حکومتیں ان سفارشات پر عمل آوری کے لئے تیار نہیں ہیں۔

شہری بہتر حکمرانی۔مسائل اور چیلنجس

شہری مراکز میں بڑھتے آبادی کے ارتکاز کے نتیجہ میں بنیادی ڈھانچہ اور بہتر حکمرانی کے مسائل جیسے، شہروں کے بلدی نظم ونسق میں بڑھتی بدعنوانیاں، قلت زمین، مکانات، کھلی جگہ، ہر جگہ ٹریفک کے بہاؤ میں رکاوٹ، قلت آب، بجلی اور سلمس وآلودگی میں اضافہ وغیرہ کے مسائل پیدا ہوگئے ہیں۔ درحقیقت شہروں میں ہونے والی 72 فیصد آلودگی ٹریفک کے بہاؤ میں رکاوٹ کی وجہ سے ہی ہے۔اس طرح دن بدن ہندوستانی شہر ناقابل حکمرانی بنتے جارہے ہیں اور ہم کو اس مسئلہ کا حل تلاش کرنا چاہئیے۔جس کے بغیر شہروں کے لئے موثر و بہتر حکمرانی کا تصور ایک خواب ہی ہوگا۔اگرچیکہ موثر و بہتر حکمرانی کی کوئی ایک تعریف یا پیمانہ نہیں ہے۔تاہم، رہائشی لوگوں کا اطمینان، اوپر بتائے مسائل کا خاتمہ اپنے مقاصد و قابل بقاء ترقی کے حصول کے لئے ضروری وصحت مند فضاء موثر و بہتر حکمرانی کا ایک بہتر پیمانہ ہوسکتا ہے۔

عظیم تر بلدی کارپوریشن۔حل نہیں

©NESTRJU

گزشتہ صدی کے 80 کے دہے میں بڑے اور کارپوریشن والے شہروں میں حکومتوں کی جانب سے UDAS کے قیام کا رجحان تھا۔لیکن اب کوشش قرب وجواب کے علاقوں کو ایک بلدی نظم ونسق میں ضم کرنے کا ہے۔اس رجحان کے نتیجہ میں اطراف واکنا ف کی بلدیات کو ایک بلدیہ میں ضم کرنے لگے ہیں۔جس کے نتیجہ میں اختیارات واقتدار دونوں کی مرکوزیت ہوتی ہے جس سے مقامی جغرافیائی حالات،ضروریات اور عوام کی جمہوریہ امنگیں سب کچھ نظر انداز ہوجاتی ہیں۔ بلدی حدود/علاقوں میں پھیلاؤ مقامی حکمرانی اور مقامی حکومت اختیاری کے بنیادی اصول غیر مرکزیت کے خلاف ہے۔

بلدی حکمرانی کے پھیلاؤ کی ایک بہترین مثال حیدرآباد ہے 1950ء سے قبل حیدرآباد وسکندرآباد شہروں کے لئے دوعلاحدہ کارپوریشن تھے۔حیدرآباد میونسپل کارپوریشن ایکٹ کے تحت 1955ء میں حیدرآباد میونسپل کارپوریشن کے لئے ایک نئے قانون کا نفاذ عمل میں آیا اور 1960ء میں حیدرآباد وسکندرآباد کی دونوں کارپوریشنوں کو ایک میں ضم کرتے ہوئے ایسے حیدرآباد میونسپل کارپوریشن کا نام دیا گیا۔2007ء میں اطراف واکناف کے 12 بلدیات کو اس میں ضم کرتے ہوئے عظیم تر حیدرآباد بلدی کارپوریشن (GHMC) کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔تاکہ بلدی خدمات کی انجام دہی ممکن ہوسکے۔مالیہ کی مساوی منتقلی،وسائل کا بہتر انتظام،بہتر منصوبہ بندی اور قوانین کا یکساں نفاذ وغیرہ ہوسکے،GHMC کا موجودہ نظم ونسق 5 منطقوں (زونس) میں منقسم ہے۔اور ہر زون میں 4-3 حلقے (سرکلس) اور ہر سرکل میں کئی وارڈس ہیں۔150 منتخبہ کارپوریٹرس ہیں۔25 MLA،MLC 24، 5 لوک سبھا ایم۔پی،11 راجیہ سبھا ایم۔پی۔بہ اعتبار عہدہ کونسل کے رکن ہیں۔GHMC میں ضم کردہ 12 بلدیات ضلع رنگاریڈی سے تعلق رکھتے ہیں (ریونیو نظم ونسق کے اعتبار سے) اور پولیس نظم ونسق کے اعتبار سے یہ سائبرآباد پولیس کمشنر کی عملداری میں آتے ہیں جبکہ حیدرآباد وسکندرآباد ضلع کلکٹر حیدرآباد کی عملداری میں ہیں اور پولیس کمشنر حیدرآباد ان علاقوں کے لئے ذمہ دار ہے۔اس طرح وسیع تر GHMC کا رقبہ دوعلاحدہ کلکٹریٹ اور دوعلحدہ پولیس کمشنریٹ کی عملداری میں ہے۔لیکن ایسا صرف ایک شہر حیدرآباد تک محدود نہیں ہے۔میری تجویز یہ ہے کہ ایک میٹروپالیٹن علاقہ کو ایک کلکٹر اور ایک پولیس کمشنر کی عملداری میں رکھا جانا چاہئیے۔

نئے انتظامی ساخت کی ضرورت

شہری حکمرانی میں غور کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ پورے ملک میں بلدی نظم ونسق یکساں نہیں ہے۔چنانچہ،

©NESTRJU

تین بڑے میٹرو پالیٹن شہروں ممبئی، دہلی اور چینائی نے کمشنر کی قیادت والے نظم ونسق کو اپنایا ہے اور کونسل سیاسی غور وخوص کی مجلس کے طور پر کام کرتی ہے جبکہ کولکتہ نے کونسل میں میئر کے انتظامی نظام کو اپنایا ہے۔2012ء سے نئی دہلی میں بلدی کارپوریشن کو تین حصوں شمالی، جنوبی اور مشرقی کارپوریشنس میں تقسیم کیا گیا ہے جبکہ DDA ایک علاحدہ ادارہ ہے۔جبکہ نئی دہلی میونسپل کونسل اور دہلی کنٹونمنٹ بورڈ بھی کارکرد ہیں۔اس حقیقت کے باوجود کہ دوسرے انتظامی اصلاحات کمیشن نے میئر کے راست انتخاب کی تجویز رکھی ہے۔لیکن میئر کا انتخاب طریقہ کار، اور میعاد پورے ملک میں یکساں نہیں ہے۔[9]

شہری بہتر حکمرانی کی شرائط/ضرورتیں

شہری مراکز کی بہتر حکمرانی کا تعلق، مقامی نمائندہ حکومت کا قیام، اقتدار کی غیر مرکوزیت شہری مرکز کی جسامت اور موثر انتظامی مشنری سے ہے۔لیکن برسوں سے ہم شہری حکمرانی کی خرابیوں کے علاج کے لئے موجودہ ساختوں میں ہی اقدار اور شہری مابعد کی غیر مرکوزیت پر ہی غور کررہے ہیں۔لیکن دنیا کے دیگر ممالک میں پائے جانے والے شہری حکمرانی کے حدود کو محدود کرنے کے متعلق کبھی سوچا ہی نہیں۔

ڈاکٹر پی کے موہنتی نے ادارتی چوکھٹے، تنظیمی عمارت اور انسانی وسائل کے فروغ کو شفافیت و جوابدہی کے ساتھ بلدی حکمرانی میں نئی روح پھونکنے کے لئے مہر تصدیق (Hall Mark) قرار دیا ہے۔[10] بدقسمتی سے ہم نے بلدی نظم ونسق کی تمام سطحوں نگر پالیکاؤں سے میٹرو پالیٹن کارپوریشن تک کی بڑھتی جسامت پر توجہ نہیں دی ہے۔شہری علاقوں میں اضافہ کے ساتھ ہی موجودہ شہری نظم ونسق نئے علاقوں کو اپنے عملداری میں لے رہا ہے جس کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ نئے نئے علاقوں کی وجہ سے بدعنوانیوں میں بھی مسلسل اضافہ کررہے ہیں۔بلدیات اور میٹرو پالیٹن کارپوریشن کی جسامتوں میں اضافہ کے نتیجہ میں ہندوستان میں شہروں کی حکمرانی میں شہریوں کی نمائندگی میں بھی کمی آرہی ہے۔دوسرے انتظامی کمیشن نے اس بات کا نوٹ لیا ہے اور محسوس کیا ہے کہ شہریوں اور ان کے منتخبہ نمائندوں کی نمائندگی کا تناسب شہری علاقوں میں تقریباً دس گنا زیادہ ہے۔گرام سبھا میں ہر شہری کو مقامی مسائل میں حصہ لینے کا موقع ملتا ہے۔اس کے برعکس شہری مقامی حکمرانی میں ایسا نہیں ہوتا۔ یہ صورتحال منصوبہ اور پالیسی سازوں سے مطالبہ کرتی ہیکہ شہری حکومت کے حجم یا جسامت میں اضافہ نہ کریں بلکہ موجودہ نظام کی ساخت کو مستحکم کریں اور نئے اطراف واکناف کے علاقوں میں نئی شہری حکومتیں قائم کریں۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کچھ حد تک 74ویں دستوری ترمیم قانون نے ہر تین لاکھ آبادی والے شہروں میں

©NESTRJU

وارڈ کمیٹیوں کے قیام کی گنجائش فراہم کی ہے۔لیکن دوسرے انتظامی اصلاحات کمیشن نے میونسپل کونسل اور کارپوریشن کے لئے ایک درجاتی ساخت کو تجویز کیا ہے۔سب سے نچلی سطح پر ایریا سبھا، درمیانی سطح پر ہر وراڈ کے لئے وارڈ کمیٹی اور سب سے اوپر کونسل یا کارپوریشن کو رکھا ہے۔[11]

نیا ڈھانچہ

یہ مقالہ یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ حکومتوں کا زور ایک طرف شہری حکمرانی کے اداروں کی تعمیر پر تو دوسری جانب JNNURM جیسے ترقیاتی پروگراموں پر مرکوز ہو۔مزید یہ کہ شہری حکومت میں نئی روح پھونکنے اور اس کو موثر بنانے کے لئے ذیل کے نمونہ پر غور کیا جاسکتا ہے۔

1- صدارتی و پارلیمانی نظام حکمرانی کے اجزاء کو ملا کر ایک سہ درجہ جاتی شہری حکمرانی دو انتخابی اور ایک انتظامی جز ہو۔ پہلا یا اوپری درجہ راست منتخبہ میئر اور ہر زون سے ایک منتخبہ میئر کے مشیروں پر مشتمل ہو جو مشترکہ طور پر شہر کے لئے پالیسی سازی اور ترقیاتی اقدامات کے لئے ذمہ دار ہوں گے اور یہ نظم ونسق کے بھی نگرانکار ہوں گے۔دوسرا یا درمیانی درجہ منتخبہ اسمبلی یا کونسل اراکین پر مشتمل ہو اور اس کا ایک منتخبہ صدر نشین بھی ہو جو اجلاس کی کارروائیوں کو چلانے کے لئے ذمہ دار ہو۔کونسل کے اراکین اپنے متعلقہ حلقوں کی نمائندگی کریں گے۔کونسل نگرانی وتوازن رکھنے والے میکانزم کے ساتھ کام کرتے ہوئے میئرس اور اس کے مشیروں پر نگرانی رکھے گی۔اس طرح دوسرا درجہ شہر کے عوام کی جمہوری آرزؤں وامنگوں کی نمائندگی کرے گا۔تیسرا یا زیریں درجہ نظم ونسق پر مشتمل ہوگا جو زونس کے حکام متعلقہ منتخبہ مشیروں کی نگرانی میں کام کریں گے۔

2- منتخبہ رہنماؤں کے محدود رول کے ساتھ سیاسی وانتظامی غیر مرکوزیت ہو، طاقتور انتظامی ڈھانچہ ہو جس میں سیاستدانوں کی مداخلت کم سے کم ہو۔

3- میٹروپالیٹن / کارپوریشن کو چھوٹی انتظامی اکائیوں / زونس میں تقسیم کیا جائے اور اس سطح پر بھی منتخبہ نمائندہ کی نگرانی ہو۔

4- پہلا منتخبہ درجہ مجموعی بلدی نظم ونسق کی نگرانی کرتے ہوئے نظم ونسق کی تمام اکائیوں میں ہم آہنگی اور سہولتیں پیدا کرنے والی اکائی کا رول انجام دے گا۔دوسرا درجہ شہری امور کے لئے مباحث وغور وفکر کا ادارہ ہوگا جس میں نچلی سطح سے منتخبہ کارپوریٹرس / کونسلرس ہوں گے۔میئر اور اس کے مشیر اجتماعی طور پر اس کونسل کو

©NESTRJU

جوابدہ ہوں گے۔

5- میئر اور اس کی منتخبہ عاملہ شہر میں پولیس نظم ونسق پر بھی نگرانی رکھ سکے گی۔

6- ایک کارپوریشن ایک ہی انتظامی ضلع پر محیط ہو اور اس کی مختلف اضلاع کا مجموعہ نہ بنایا جائے۔

7- منتخبہ نمائندوں، وارڈ کونسلرس اور میئرز کی میعاد کو صرف دو میعاد تک محدود رکھیں تا کہ نیا اور صحت مند نوجوان بلدی حکمرانی کو حاصل ہوں۔

حوالے جات :

۱ How Much of India is actually Urban Ajai Sreevastavi, 16 Sept. 2017, www.livemint.com>political

۲ Rashmiverma : only 71.3% Rural house holds have access to Toilets, November 25, 2019, www.downtoearth.org.in>0

۳ Bibek Debray Slums and Informal settlements, Economictimes. Nov.20, 2013

۴ www.un.org>popfactspdf 13/1/22

۵ 12th ARC Report on " Local Governance"

۶ Hindustantimes.com Delhi. Feb 03,2021

۷ Report of the Steering Commettee on urbanisation (12th 5 Year Plan 2012-17)

۸ India Urban Population 1960-2022, Macrotrends, www.macrotrends.net>IND

۹ Op.cit 7

۱۰ www.cgg.gov.in>corepdf

۱۱ 12th ARC Report on citizen centric administration

©NESTRJU